

بِسْمِ تَعَالٰی وَبِذِکْرِ وَلِیِّهِ

یُؤْتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَّشَاءُ ۚ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَیْرًا کَثِیْرًا

ترجمہ:

وہ جسے چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے۔ اور جسے بھی حکمت دی گئی بے شک اسے خیر کثیر دیا گیا۔

(سورہ بقرہ: ۲۶۹)

تفسیر:

جناب ابو بصیرؒ امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر اس طرح نقل کرتے ہیں:

حکمت سے مراد اللہ کی اطاعت ہے اور خیر کثیر سے مراد امامؑ کی معرفت ہے۔

(اصول کافی: ج ۱، ص ۱۸۵)

وَأَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

ترجمہ:

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ مت کرو

(آل عمران: ۱۰۳)

تفسیر:

امام زمانہؑ کی طرف سے شیخ مفید کو ایک توقع میں حکم ہوا:

اگر ہمارے شیعہ (اللہ ان کی توفیقات میں اضافہ کرے) اپنے عہد و پیمان پر متفق ہوتے تو ہماری بابرکت ملاقات میں تاخیر نہیں ہوتی اور وہ معرفت کے ساتھ ہماری ملاقات سے مشرف ہوتے۔

(بحار ج ۵۳، ص ۱۷۷)

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي  
السَّمَاءِ

ترجمہ:

کیا تم نے نہیں دیکھا اللہ کس طرح کلمہ طیبہ کی مثال بیان کر رہا ہے۔ یہ ایک پاکیزہ  
درخت کی طرح ہے اس کی جڑ مضبوط ہے اور شاخیں آسمانوں میں ہیں۔

(سورہ ابراہیم: ۲۴)

تفسیر:

ایک شخص نے امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا۔ آپؑ نے  
فرمایا: اس کی جڑ رسول اللہؐ ہے اور تنہا جناب امیر المومنینؑ ہے، حسن و حسینؑ اس کے  
پھل ہیں اور حسینؑ کی اولاد سے نوائمہ اس کی شاخیں ہیں۔ اور شیعہ اس کے پتے  
ہیں۔ خدا کی قسم جب کوئی شیعہ مرتا ہے تو اس درخت سے ایک پتہ ٹوٹ کر گر جاتا  
ہے۔

(کمال الدین: جلد ۲ صفحہ ۳۵۱)

ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ - الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ  
الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ

(سورہ بقرہ: آیت ۲-۳)

ترجمہ:

(یہ) وہ کتاب ہے جس (کے کتاب خدا ہونے) میں کچھ بھی شک نہیں۔ (یہ)  
پرہیزگاروں کی رہنما ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور (پابندی سے) نماز ادا  
کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (راہ خدا میں) خرچ کرتے  
ہیں۔

تفسیر:

ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت  
کیا۔ آپؑ نے ارشاد فرمایا۔ متقین سے مراد شیعیان علیؑ ہیں، غیب سے مراد اللہ کی



حجت ہے جو غیبت میں ہوگی اور اس کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتی ہے۔۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ  
الذین یؤمنون بالغیب سے مراد وہ لوگ ہیں جو قیام قائم کو حق جانتے ہیں۔  
(کمال الدین ۲ / ۳۷۵)

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخُوفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ  
وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ

(سورہ بقرہ: ۱۵۵)

ترجمہ:

اور ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے  
ضرور آزمائیں گے اور (اے رسولؐ) ایسے صبر کرنے والوں کو کہ جب ان پر کوئی  
مصیبت آپڑی تو وہ (بیساختہ) بول اٹھے ہم تو خدا ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف  
لوٹ کر جانے والے ہیں۔

تفسیر:

امام جعفر صادقؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ

اللہ قیام قائمؑ سے پہلے مومنین کا مختلف بلاؤں سے امتحان لے گا۔

(غیبت نعمانی: ۱۳۲)